خط نمبر ۱ :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت اقدس حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اے میرے آقا! آپ کی خدمت میں دو مضامین بغرض دعا اور راہنمائی ارسال کر رہا ہوں۔امید ہے آپ دعا کیساتھ میری راہنمائی بھی ضرور فرمائیں گے۔آمین

پیارے آقا! قریباً وسط دسمبر ۱۹۸۳ء میرے ساتھ ایک واقعہ ہوا اور یہ واقعہ ایسا تھا کہ اس کے نتیجہ میں مجھے غیب سے اچانک بعض باتوں کا پتہ چلنا شروع ہو گیا۔یہ باتیں میرے لیے بہت عجیب اور بہت حیران کن تھیں۔انہی معلومات کی روشنی میں یہ دونوں مضامین تحریر کیے گئے ہیں۔جب یہ واقعہ شروع ہوا تو اسکے ساتھ ہی میرے اندر خوف اور غم پیدا ہونا شروع ہو گیا۔اور انکے پیدا ہونے کی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ میرے لیے یہ تھی کہ لوگ ان باتوں کو سن کر میرے متعلق عجیب عجیب باتیں کریں گے اور ممکن ہے مجھے دکھ بھی دیں۔جب میرا غم اور خوف زیادہ بڑھ گیا تو مجھے تسلی ملی کہ ''لوگ ان باتوں کو مانیں یا نہ مانیں لیکن خلیفہ وقت ان باتوں کی تصدیق فرمائے گا'' اور اس کے ساتھ میرا خوف کافی حد تک دور ہو گیا۔اس وقت میرے سامنے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر ان معلومات کا کونسا ذریعہ ہے؟

(۱) میرا نفس (۲) میرا غور و فکر (۳) تائید ایزدی

(۱) جہاں تک میرے نفس کا تعلق ہے تو میں نے اسے بہت ٹٹولا اور اب بھی بہت ٹٹولتا ہوں ہوں لیکن جب بہت ساری باتوں پر یکجائی طور پر نظر دوڑاتا ہوں تو مجھ پر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ یہ معلومات میرے نفس کی طرف سے نہیں ہو سکتیں۔لیکن اگر کسی نے ثابت کر دیا کہ ایسی باتیں نفس کی طرف سے ہونا ممکن ہیں تو مجھے ماننے میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔لیکن بغیر دلیل کے مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ میں ان باتوں کو اپنے نفس کی طرف منسوب کر دوں کیونکہ میری پہلی زندگی میں کبھی خواب میں بھی ایسی باتوں کا تصور نہیں گزرا تھا۔پھر میرے نفس نے میرے ساتھ کس طرح اچانک مکالمہ شروع کر دیا؟

(۲) جہاں تک غور و فکر کا تعلق ہے تو یہ بھی ایسے علوم کا ذریعہ نہیں ہو سکتے۔کیونکہ مجرد عقل مذہب اور علم کے گہرے اسرار تک نہیں پہنچ سکتی۔

(۳) اسی طرح جہاں تک تائید ایزدی کا تعلق ہے تو میرے جیسا نالائق اور خطا کار انسان بغیر وجہ کے ان باتوں کو خدا تعالیٰ کی طرف بھی منسوب نہیں کر سکتا تھا۔لیکن درج ذیل تین وجوہات کی بناء پر میں ان معلومات کو تائید ایزدی ہی سمجھتا ہوں۔

(۱) پہلی وجہ یہ کہ جب یہ علم مجھے غیب سے ملنا شروع ہوا تو میں نے اپنی کمزوریوں کی بدولت اس میں شک کیا لیکن غیب سے مجھے شک کرنے سے منع فرمایا گیا۔

(۱۱) دوسری وجہ یہ کہ جب مجھے یہ علم حاصل ہوا تو میں نے اسے قرآن مجید، احادیث صحیحہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامی کلام اور آپکے اپنے کلام میں اسی طرح پایا۔

(۱۱۱) تیسری وجہ یہ کہ جب ان باتوں کا غیب سے مجھے پتہ چلنا شروع ہوا تو ساتھ ہی خلیفہ وقت کے مبارک منہ سے ان باتوں کی کسی نہ کسی رنگ میں تصدیق ہوتی رہی اور اس طرح خدا کے قول کیساتھ اس کا فعل ظاہر ہونے کے بعد میرے لیے کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہ رہی۔

اے میرے سید! آپکی خدمت اقدس میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنے قیمتی وقت میں سے تھوڑا سا وقت نکال کر ان مضامین کو دیکھیں۔اگر آپ ان مضامین کو پڑھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچیں کہ یہ سب کچھ میرے نفس کی طرف سے ہے اور میں روشنی کی بجائے اندھیرے میں کھڑا ہوں اور صراط مستقیم سے بھٹک گیا ہوں۔تو آپ مجھ ناچیز کی مدد فرمائیں اور میری راہنمائی فرما کر مجھے اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئیں۔آپ میرے آقا ہیں۔میرے شفیق روحانی باپ ہیں اور اس حالت میں مجھے آپکی مدد کی بہت ضرورت ہے کیونکہ آپکے علاوہ کوئی دوسرا انسان مجھے اندھیرے سے نہیں نکال سکتا۔بصورت دیگر اگر آپ مجھے اندھیرے کی بجائے روشنی میں کھڑا دیکھیں اور اس نتیجہ پر پہنچیں کہ ان مضامین کا لکھا جانا صرف تائید ایزدی کیساتھ ہی ممکن ہے۔تو پھر بھی مجھ پر رحم فرماتے ہوئے میرے حق میں بارگاہ ایزدی میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری مشکلات، میرے مصائب اور میری تکالیف کو دور فرمائے اور مجھے صحت و تندرستی سے نوازے اور مجھے مقبول خدمت دین کی توفیق بخشے آمین اور سب سے بڑھ کر ان مضامین میں اپنی جناب سے خاص رحمت، برکت اور قبولیت رکھتے ہوئے ان کو نوع انسان کیلئے موجب ہدایت بنائے آمین۔

طالب دعا و راہنمائی آپکا ادنیٰ ترین غلام

عبدالغفار جنبہ۔کیل جرمنی

۲ اپریل ۱۹۹۳ء

واجعل لي من لدنك سلطانا نصيرا

خليفة المسيح

امام جماعت احمدیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لندن
8.6.93

مکرم عبدالغفار جنبہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط اور مرسلہ کتاب "مقام مسیح الزمان کے متعلق الہامی پیشگوئیوں کا تجزیہ اور اس کی حقیقت" ملی۔ آپ نے اس کتاب میں جس قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے یہ شیطانی وساوس ہیں اور میرے اور جماعت کے مسلک کے مخالف خیالات ہیں۔ یہ پیغامیوں والا فتنہ ہے جو آپ پیدا کر رہے ہیں۔ نظام جماعت کے اندر رہتے ہوئے ہرگز آپ کو اس قسم کے خیالات پھیلانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء اور جماعت کے مسلک کے صریح مخالف ہیں۔ اگر فتنہ پیدا کرنا ہے تو بے شک جماعت سے الگ ہو جائیں۔ اللہ آپ کو عقل دے اور ٹھوکر سے بچائے۔

والسلام
خاکسار
مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع

(1) نقل مکرم امیر جرمنی
(2) " دفتر PS لندن

بسم اللہ الرحمان الرحیم　　　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسول الکریم　　　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

خلیفہ رابع صاحب کے جوابی خط کا جواب

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ο كَبُرَ مَقْتاً عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ۔ (الصّف:۳۔۴)

اے مومنو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو، جس پر تم خود عمل نہیں کرتے۔ اللہ کے نزدیک یہ بات بڑی ناراضگی کا باعث ہے کہ تم ایک بات کہو مگر خود اُس پر عمل نہ کرو

(۱)

غلام مسیح الزماں کے متعلق اِلہامی پیشگوئی کا تجزیہ اور اُسکی حقیقت

خاکسار نے اولاً یہ کتاب دو کتابچوں کی صورت میں شروع اپریل ۱۹۹۳ء میں خلیفہ رابع کی خدمت میں بھیجی تھی۔ پہلا کتابچہ ''اِلہامی پیشگوئی کا تجزیہ'' پر مشتمل تھا اور دوسرا جو کہ بعنوان "Virtue is God" خاکسار نے انگریزی میں لکھا تھا '' اِلہامی پیشگوئی کی حقیقت'' پر مشتمل تھا۔ یہ کتاب اب بھی بعنوان ''غلام مسیح الزماں'' میری ویب سائٹ (alghulam.com) پر موجود ہے اور قارئین اِسے یہاں سے بخوبی پڑھ بھی سکتے ہیں اور download بھی کر سکتے ہیں۔ کتاب کے پہلے حصّے یعنی ''اِلہامی پیشگوئی کے تجزیے'' کا لُبِ لُباب یہ ہے کہ 'زکی غلام' سے متعلق مبشر اِلہامات کی رُو سے اور قرآن کریم کی تصدیقی مہر کیساتھ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا کوئی بھی جسمانی لڑکا پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آ تا لہٰذا خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر ایک جھوٹا اور سیاسی دعویٰ تھا۔ میری اُس وقت بھی یہ درخواست یا گذارش (یا اِسے چیلنج سمجھ لیں) تھی اور آج بھی ہے کہ اگر کوئی احمدی یا کوئی بھی اِنسان میرے اِس دعویٰ کو غلط ثابت کر دے تو میں اپنی اِستطاعت کے مطابق اُسے نہ صرف منہ مانگا اِنعام دوں گا بلکہ بطورِ جرمانہ ہر قسم کی سزا بھگتنے کیلئے بھی تیار ہوں۔ کیا کوئی ہے جو میدان میں آ کر میرا مقابلہ کرے۔؟؟؟؟

کتاب کا دوسرا حصّہ ''اِلہامی پیشگوئی کی حقیقت'' سے متعلق ہے اور یہ ایک اِلٰہی نظریہ (اعلیٰ اِنتہائی ہمہ گیر نظریہ یا اُم النظریات) ''نیکی خدا ہے'' پر مشتمل ہے۔ خاکسار نے اللہ تعالیٰ کی راہنمائی میں یہ اِلٰہی نظریہ لکھا ہے اور قاری اِس میں ''زکی غلام'' کی مرکزی علامات! ''وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔ (اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَ الْآخِر۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔'' کا مشاہدہ کرسکتا ہے۔ کیا کوئی ہے جو میرے موعود زکی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) ہونے کے اِس اِلہامی، علمی اور قطعی ثبوت کو جھٹلا کر دکھائے۔؟ خاکسار ۱۹۹۳ء سے اِنتظار کر رہا ہے لیکن کوئی میدان میں نہیں آیا سوائے اَخراج مقاطعہ اور گالیوں کے۔۔۔۔؟؟؟؟؟

(۲)

''شیطانی وساوس''۔۔اور۔۔''پیغامیوں والا فتنہ''

خاکسار نے اپنی کتاب ''غلام مسیح الزماں'' کے حصہ اول میں (۱) قرآن مجید (۲) زکی غلام سے متعلق مبشر اِلہامات اور (۳) حضرت بانئے جماعت کی اپنی تحریر کی روشنی میں قطعی طور پر یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت بانئے جماعت کی نرینہ اولاد بشمول مرزا بشیر الدین محمود احمد پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتی لہٰذا خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود بالکل جھوٹا ہے۔ چونکہ مجھ سے پہلے ''انجمن اشاعت اسلام لاہور'' اور اِسکے امیر مولوی محمد علی صاحب کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ خلیفہ ثانی مصلح موعود نہیں ہیں۔ ہوسکتا ہے اِس وجہ سے خلیفہ رابع صاحب نے میری کتاب میں مذکورہ میرے خیالات کو ''پیغامیوں والا فتنہ'' قرار دیا ہو۔؟ اِس ضمن میں جواباً عرض کرتا ہوں کہ جس طرح وفاتِ مسیح کے عقیدہ کے متعلق سر سید احمد خاں اور حضرت بانئے جماعتؑ کے خیالات میں توارُد پیدا ہو گیا تھا بعینہٖ پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں خاکسار اور انجمن اشاعت اسلام لاہور (لاہوریوں یا پیغامیوں) کے خیالات میں بھی توارُد پیدا ہوا ہے۔ خیالات کی اس ہم آہنگی میں اگر کوئی فرق تھا تو وہ درجِ ذیل ہے۔

وفاتِ مسیح کے متعلق سر سید احمد خاں اور حضرت بانئے جماعتؑ کے خیالات میں توارُد

(۱) سر سید احمد خاں کو از روئے عقل یہ پتہ چلا تھا کہ حضرت مسیح عیسیٰ ابن مریمؑ زندہ آسمان پر نہیں اُٹھائے گئے اور نہ ہی اُنہوں نے بجسم عنصری آسمان سے نازل ہونا ہے بلکہ دیگر اِنسانوں کی طرح وہ فوت شدہ ہیں۔ اُنہوں نے کبھی یہ دعویٰ بھی نہیں کیا تھا کہ مجھے وفات مسیح کے متعلق کوئی اِلہام ہوا ہے۔ مثلاً آپ لکھتے ہیں۔ ''عیسیٰ علیہ

السلام نے ماں کی گود میں کلام نہیں کیا اور نہ ہی وہ آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں۔حضرت عیسیٰ کو صلیب پر چڑھایا ضرور گیا مگر وہ صلیب پر مرے نہیں۔'' (بحوالہ ۱۶۔اکتوبر ۱۹۹۳ء جنگ لندن۔محمد احمد حامی) سرسید احمد خاں صاحب اِس ضمن میں مزید لکھتے ہیں۔''چونکہ وہ بجد (بجسم۔ناقل) عنصری آسمان پر نہیں گئے اس لیے آسمان سے اترنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔'' (ایضاً)

اِسی طرح حضرت بانئ جماعتؑ نے اِس سلسلہ میں ۱۸۹۱ء میں اپنا ایک اِلہام شائع فرمایا۔!''مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُسکے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تُو آیا ہے۔وَکَانَ وَعْدُاللّٰہِ مَفْعُوْلاً۔ اَنْتَ مَعِیَ وَ اَنْتَ عَلَی الْحَقِّ الْمُبِیْنِ۔اَنْتَ مُصِیْبٌ وَّ مُعِیْنٌ لِّلْحَقِ۔'' (روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۲ بحوالہ ازالۂ اوہام) عربی عبارت کا ترجمہ:۔اور اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔تُو میرے ساتھ ہے اور تُو روشن حق پر قائم ہے۔تُو راہِ صواب پر ہے اور حق کا مددگار ہے۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ وفاتِ مسیح کے عقیدہ کے متعلق سرسید احمد خاں اور حضرت بانئ جماعتؑ کے نقطہ نظر میں ہم آہنگی ضرور پیدا ہوئی لیکن اِسکے باوجود اِن دونوں کے نقطہ نظر میں فرق بھی ہے۔مثلاً۔اول الذکر نے بذریعہ عقل وفات مسیح کا عقیدہ اختیار کیا جبکہ ثانی الذکر نے نہ صرف حضرت مسیح ابن مریمؑ کی وفات کے متعلق اِلہامی دعویٰ کیا بلکہ اِسکی تائید اور ثبوت میں قرآن مجید کی تیس (۳۰) آیات کیساتھ اُس کا فوت شدہ ہونا بھی ثابت کر دیا۔

(۲) حضرت بانئ جماعتؑ نے اپنے مثیل مسیح یعنی مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا تھا جبکہ سرسید احمد خاں کا کوئی ایسا اِلہامی دعویٰ نہیں تھا۔

پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق انجمن اشاعتِ اِسلام لاہور اور خاکسار کے نقطہ نظر میں توارُد

مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور اپنے رسالہ ''المصلح الموعود'' میں لکھتے ہیں:۔

''میاں محمود احمد کے مصلح موعود ہونے کے متعلق سب سے پہلے پیر منظور محمد صاحب نے ۲۷۔مئی ۱۹۱۴ء کو یعنی اِختلاف کے اڑھائی ماہ بعد ایک مضمون لکھا جو رسالہ تشحیذ الاذہان میں شائع ہوا۔اِسکے جواب میں جون ۱۹۱۴ء میں میں نے ایک رسالہ بنام ''المصلح الموعود'' لکھا جس میں میں نے حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی تحریروں سے اور آپکے اِلہامات سے یہ ثابت کیا تھا کہ حضرت صاحب کے تین موجود بیٹے اپنی اپنی جگہ حضرت صاحب کی دوسری پیشگوئیوں کے مصداق ضرور ہیں مگر مصلح موعود والی پیشگوئی کا کوئی بھی اِن میں سے مصداق نہیں اور حضرت صاحب کو اِن تینوں کی پیدائش کے بعد اِلہاماً یہ معلوم ہو گیا تھا کہ وہ موعود اب تک پیدا نہیں ہوا بلکہ اِنکے بعد پیدا ہوگا۔پیر صاحب نے جو بنیاد رکھی تھی جماعت قادیان اس پر تیس سال برابر عمارت بناتی چلی گئی۔یہاں تک کہ فروری ۱۹۴۴ء کے شروع میں جناب میاں صاحب نے بھی کہہ دیا کہ مجھے خواب آ گیا ہے کہ میں ہی مصلح موعود ہوں۔اِس اختتامی اداکاری کے بعد جماعت قادیان کا حقائق کی طرف توجہ کرنا اور بھی زیادہ مشکل ہے۔لیکن معذرۃ الی ربکم ولعلھم یتقون کا ارشاد اِس بات کا مقتضی ہے کہ کوئی قوم کتنی بھی لاپرواہو نصیحت چھوڑنی نہیں چاہیے۔'' (المصلح الموعود صفحہ ۳ مصنف مولوی محمد علی صاحب۔اپریل ۱۹۴۴ء)

یہ یاد رہے اور میں نے اِس کا اپنے مضامین میں بارہا ذکر بھی کیا ہے کہ میں مذہبی لحاظ سے اُمی تھا۔نہ میں مولوی نہ صحابی اور نہ ہی کسی مولوی اور صحابی کا بیٹا تھا۔میں ان روحانی راہوں کا قطعاً راہی نہیں تھا۔دورانِ تعلیم مجھے احمدیت کے مطالعہ کا کوئی موقعہ میسر نہ آیا۔میں صرف پیدائشی احمدی تھا اور میرا دینی علم بھی واجبی سا تھا۔دسمبر ۱۹۸۳ء سے پہلے شاید میں نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا کوئی ایک آدھ رسالہ مثلاً کشتی نوح وغیرہ پڑھا ہو۔حضرت بانئ جماعت کی کتب کے سلسلہ میں اگر کسی کے علم کا یہ حال ہو تو پھر پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق اُس نے ''انجمن اشاعت اسلام لاہور'' کے مؤقف کو کہاں سے پڑھ لیا ہوگا۔؟اب جس طرح حسن اتفاق سے وفات مسیح کے ضمن میں سرسید احمد خاں اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے خیالات میں ہم آہنگی اور توارُد پیدا ہو گیا تھا بالکل اسی طرح خاکسار اور انجمن اشاعت اسلام لاہور یا بقول خلیفہ رابع پیغامیوں کے خیالات میں بھی ایک قسم کی ہم آہنگی اور توارُد پیدا ہو گیا ہے۔اور اگر اِس توارُد اور ہم آہنگی میں کوئی فرق ہے تو یہ فرق بھی ویسا ہی ہے جیسا وفات مسیح کے سلسلہ میں سرسید احمد خاں اور حضرت بانئ جماعت کے درمیان میں تھا۔مثلاً۔

(۱) پیشگوئی مصلح موعود کے ضمن میں ہم دیکھتے ہیں کہ مولوی محمد علی صاحب نے عقلی طور پر حضرت بانئ جماعتؑ کے اِلہامات اور آپکی تحریروں سے یہ ثابت کیا کہ حضورؑ کے موجود بیٹے (بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد) پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتے اور مصلح موعود یعنی زکی غلام نے کسی آئندہ زمانے میں پیدا ہونا ہے۔مزید برآں اِس ضمن میں مولوی محمد علی صاحب نے بھی سرسید احمد خاں کی طرح کوئی اِلہامی دعویٰ نہیں کیا تھا۔برخلاف اِسکے اِس عاجز پر حضرت بانئ

جماعت کی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اِنکشاف ہوا کہ حضورؑ کا کوئی جسمانی لڑکا پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتا۔اور پھر جس طرح حضرت بانئے جماعت نے حیاتِ مسیح کو قرآنی آیات کیساتھ غلط ثابت کیا بعینہٖ میں نے بھی خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کو قرآن مجید، حضورؑ کے اِلہامات اور آپکی تحریروں کی روشنی میں قطعی طور پر غلط ثابت کیا ہے۔

(۲) سر سید احمد خاں کی طرح مولوی محمد علی صاحب نے بھی کوئی مصلح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا جبکہ اِس عاجز کا حضرت بانئے جماعتؑ کی طرح اِلہامی طور پر زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود ہونے کا دعویٰ ہے۔

(۳) اگر پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں میرے اور انجمن اشاعت اسلام لاہور کے خیالات کے توارُد یا ہم آہنگی کو خلیفہ رابع ''پیغامیوں والا فتنہ'' قرار دینے پر بضد ہیں تو پھر اُنہیں وفاتِ مسیح کے ضمن میں حضرت بانئے جماعت کے نقطہ نظر کو بھی ''سر سید احمد خاں والا فتنہ'' قرار دینا پڑے گا کیونکہ آقا اور غلام کیساتھ ایک جیسا معاملہ ہوا ہے۔لیکن اگر خلیفہ رابع صاحب حضرت بانئے جماعت کے متعلق ایسا سوچ بھی نہیں سکتے تو پھر اُنہوں نے آپکے زکی غلام کے متعلق ایسا کیوں الزام لگایا ہے۔؟

(۴) اگر خلیفہ رابع صاحب یا کسی اور کا یہ خیال ہو کہ وفاتِ مسیح کے متعلق تو حضرت مرزا صاحبؑ کو اِلہاماً پتہ چلا تھا تو پھر ہم اِسے ''سر سید احمد خاں والا فتنہ'' کیسے قرار دے سکتے ہیں۔؟ تو جواباً عرض ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت کا بھی اس عاجز کو اِلہاماً پتہ چلا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی نرینہ اولاد اِسکے دائرہ بشارت میں نہیں آتی اور خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود کلیتہً جھوٹا ہے۔تو پھر خلیفہ رابع کو یہ حق کس نے دیا تھا کہ وہ بغیر دلیل کے میری کتاب کو ''پیغامیوں والا فتنہ'' قرار دیں۔؟

خلیفہ ثانی اور اُسکے جانشینوں کا ہمیشہ سے ہی یہ طریقہ واردات رہا ہے کہ جس احمدی (خواہ وہ کتنا ہی مخلص کیوں نہ ہو) کا بھی ان سے کوئی علمی یا نظریاتی اِختلاف ہو جائے تو یہ عجیب خلیفے اُسکے خیالات (خواہ وہ کتنے ہی قرآنی تعلیم کے مطابق کیوں نہ ہوں) کو ہمیشہ ''شیطانی وساوس'' قرار دیتے رہے ہیں۔مزید برآں حِفظِ ماتقدم کے طور پر اُس صاحبِ فکر اور صاحبِ بصیرت احمدی کو عام اور بے علم (ذہنی معذور) احمدیوں کی نظر میں قابلِ نفرین اور اَچھوت بنانے کیلئے اُس پر ''پیغامیوں والا فتنہ'' کا الزام بھی لگاتے رہے ہیں تاکہ وہ بے چارہ جماعت میں رہتے ہوئے گُھل گُھل کر مر جائے اور اُسے جماعت سے خارج کرنے کی بھی ضرورت پیش نہ آئے۔کوئی نظریہ جو قرآن کریم کی تعلیم کے عین مطابق ہو اگر وہ جماعت احمدیہ قادیانی گروپ (یرغمال گروپ) اور اُسکے خلفاء کے خودساختہ مَسلک کے مطابق نہ ہو تو کیا وہ شیطانی وساوس بن جاتا ہے یا کیا وہ پیغامیوں والا فتنہ بن جاتا ہے۔؟ سبحان اللہ۔یہ حال اور یہ طریقہ کار ہے اپنے زعم میں خدا کے بنے ہوئے اِن قادیانی خلیفوں کا۔خلیفہ رابع صاحب نے یہی حربہ مجھ پر بھی استعمال کیا جیسا کہ آپ مندرجہ بالا اُسکے جوابی خط سے پڑھ سکتے ہیں۔((خاکسار تو وہ سچائی کی جنگ لڑ رہا ہے جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے اُسے مامور اور مبعوث کیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ اِس جنگ میں فتح مند رہے گا لیکن خلیفہ رابع صاحب میرے آگے مکمل طور پر لاجواب ہو کر اور اپنے خیالوں اور کاغذوں میں دو (۲) سوملین (یعنی بیس کروڑ) احمدی بنا کر اِس دنیا سے بڑی حسرت کیساتھ رُخصت ہو چکے ہیں۔ فَاعۡتَبِرُوۡا یٰۤاُولِی الۡاَبۡصَارِ؟؟؟))

ثانیاً۔ ''عَنْ اَنَسٍؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَا یُؤْمِنُ اَحَدُ کُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَایُحِبُّ لِنَفْسِهٖ۔''(بخاری کتاب الایمان بحوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ ۶۹۴)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کوئی اِس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ دوسرے کیلئے بھی وہی چیز پسند نہیں کرتا جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔آنحضرت ﷺ نے یہ بات عام مومنوں کے لیے بیان فرمائی ہے (امیر المومنین یا خدا کے بنائے ہوئے خلیفے ہونا تو بہت بلند روحانی مقام ہے اگرچہ خود ساختہ ہی کیوں نہ ہو) کہ وہ اُس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ وہ اپنے بھائی کیلئے بھی وہی پسند نہ کریں جو وہ اپنے لیے پسند کرتے ہیں۔اب میرا سوال یہ ہے کہ جب کوئی غیر احمدی مسلمان جماعت احمدیہ قادیان گروپ کے کسی احمدی کو مرزائی یا قادیانی کہتا ہے تو ہم بہت غصہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو احمدی مسلمان ہیں۔مرزائی یا قادیانی تو نہیں۔یہاں میرا اپنے قادیانی بھائیوں سے سوال ہے کہ اگر آپ احمدی مسلمان ہیں اور مرزائی اور قادیانی نہیں تو پھر ''انجمن اشاعت اِسلام لاہور'' سے تعلق رکھنے والے احمدی بھی تو آپکے احمدی مسلمان بھائی ہیں۔آپ کو یہ حق کس نے دیا ہے کہ آپ اور آپکے خلیفے آنحضرت ﷺ کی نصیحت کے برخلاف اُنہیں ''لاہوری'' یا ''پیغامی'' کہتے پھریں۔؟؟؟ ابھی پچھلے دِنوں امریکی صدر بارک حسین اوباما (جو کہ مذہباً عیسائی ہیں لیکن ایک مسلمان کے بیٹے ضرور ہیں) نے تو آنحضرت ﷺ کا نام لے کر کسی مجلس میں آپکا یہی فرمان پڑھ کر لوگوں کو سُنایا تھا۔دنیا کے اِس وقت سب سے بڑے اور طاقتور سیاہ فام امریکی عیسائی صدر کو تو آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان یاد ہے لیکن جو لوگ دِن رات ''حقیقی اسلام'' کا ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں کیا اُنہیں آنحضرت ﷺ کے اِس فرمان پر عمل کرنے کی اب کوئی ضرورت

نہیں۔؟؟؟اِنااللہ واِنااِلیہ راجعون۔

خاکسارعبدالغفارجنبہ آج مورخہ ۶۔اگست ۲۰۰۹ءکوسب احمدیوں (خواہ وہ کسی گروپ سے بھی تعلق رکھتے ہوں) کے سامنے یہ حلفاً کہتا ہے کہ میں آج تک ’’انجمن اشاعت اِسلام لاہور‘‘ سے تعلق رکھنے والے کسی احمدی سے نہیں ملا ہوں۔اور نہ ہی میرا کوئی رشتہ دار لاہوری احمدی ہے۔((میرے اِس بیان سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں ’’انجمن اشاعت اِسلام لاہور‘‘ سے تعلق رکھنے والے اپنے بھائیوں سے کوئی بغض یا نفرت رکھتا ہوں۔واللہ ایسی کوئی بات نہیں۔اِنشاءاللہ تعالیٰ اگر زندگی میں کوئی موقعہ ملا تو انہیں اپنے گلے لگا کر ملوں گا کیونکہ وہ بھی مجھے اِسی طرح پیارے ہیں جس طرح قادیان یا ربوہ گروپ سے تعلق رکھنے والے احمدی۔میرے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اِنکے اباؤاجداد سے بہت پیار کیا تھا اور احمدیت کی تخم ریزی میں اِن کا بھی برابر کا حصہ ہے۔ہاں آج تک ’’انجمن اشاعت اِسلام لاہور‘‘ کے کسی ممبر سے میری ملاقات نہ ہونے کے اِتفاق میں شاید یہ اِلٰہی بھید پوشیدہ ہو کہ اِس طرح اللہ تعالیٰ خلیفہ رابع کے مجھ پر لگائے گئے جھوٹے الزام ’’پیغامیوں والا فتنہ‘‘ کو جھوٹا ثابت کرنا چاہتا ہو۔)) اگر کوئی قادیانی احمدی میرا کسی لاہوری احمدی سے ملنا خواہ وہ اتفاقی ہی کیوں نہ ہو ثابت کر دے تو میں اپنی اِستطاعت کے مطابق اُسے منہ مانگا اِنعام دینے کا اعلان کرتا ہوں۔اگر تم میں سے کوئی احمدی بھی ایسا ثابت نہ کر سکے تو پھر خلیفہ رابع صاحب کے متذکرہ بالا الزام کے جھوٹے ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے۔؟

(۳)

’’جماعت احمدیہ میں **جبر** بذریعہ نظام‘‘

خلیفہ رابع صاحب ایک طرف دین اِسلام اور قرآن مجید اور آنحضرت ﷺ کا حوالہ دے کر آزادی ضمیر کے متعلق فرماتے ہیں:۔

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جہاد آزادی ضمیر کے لیے کیا تھا اور وہ جہاد تمام بنی نوع انسان کی خاطر کیا گیا ہے،صرف اسلام کی خاطر نہیں کیا گیا۔ہمیشہ سے جب سے انسان اِنسانیت کو پاؤں تلے روندنے والوں سے مقابلہ کرتا چلا آ رہا ہے۔جب سے آزادی ضمیر کی خاطر کسی نوع کی جنگ بھی جاری ہے،سب سے زیادہ اِس مضمون میں عظیم الشان اور کامل جہاد حضرت اقدس محمد مصطفےٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔آپ کے مطالبات اس مضمون میں یہ تھے کہ سب سے پہلے آپ نے سوسائٹی کو اِس طرف متوجہ کیا کہ ہر شخص اپنی سوچوں اور اپنے ایمان میں آزاد ہے۔کوئی حق نہیں ہے کسی کا کہ کسی کی سوچ پر اور اُسکے ایمان پر،اُس کے نظریات پر کسی قسم کی قدغن لگائے اور جبراً اُن کو تبدیل کرنے کی کوشش کرے۔یہ جو اعلان ہے یہ اسلام کے لیے نہیں ہے بڑی جہالت ہے اگر اِسے یہ سمجھا جائے کہ صرف اسلام کی خاطر ہے۔یہ تو آزادی ضمیر کا جہاد ہے،شرف انسانی کو قائم کرنے والا جہاد ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان حق نہیں رکھتا کہ کسی اور انسان کے نظریات کو اور اُس کے خیالات کو،اُس کی سوچوں کو تبدیل کرے زبردستی یا اُس پر جبر کے تالے لگا دے اور اُس کو اِن سوچوں کے اظہار کا حق نہ ہو۔تو یہ دوسرا جہاد کا پہلو یہ تھا۔آپ نے یہ فرمایا اور قرآن کریم اس مضمون کو کثرت سے بیان کرتا ہے کہ صرف یہ نہیں کہ انسان کو خود اپنی سوچوں میں آزادی نصیب ہے بلکہ اس کو یہ بھی حق حاصل ہے کہ جو وہ سوچتا ہے،جو وہ دیکھتا ہے،جو وہ سمجھتا ہے اُسے دوسروں سے بیان کرے اور اس کا نام بلاغ ہے پہنچانا۔جب وہ بیان کر دے تو پھر لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ کا مضمون شروع ہو جاتا ہے۔بیان کرنا مبین طریق پر،کھول کھول کر یہ تو فرض ہے ہر انسان کا،اس کا حق ہے لیکن جبر کو اس میں دخل نہیں ہوگا۔کسی قسم کے جبر کی اجازت نہیں ہو گی۔چوتھا پہلو اس جہاد کا یہ تھا کہ اگر کوئی شخص اِسکے نتیجے میں بات مان لے اور اپنے خیالات تبدیل کر دے تو ہرگز کسی دوسرے کا حق یہ نہیں ہے کہ وہ زبردستی اس کو اس تبدیلی خیال سے روکے اور کہے کہ ہرگز ہم تمہیں اپنا خیال تبدیل نہیں کرنے دیں گے اور اُسکے نتیجے میں خیال تبدیل کروانے والے کو سزائیں دیں اور اُسکو بھی مارے اور اُسکی مخالفت بھی جسمانی طور پر کرے،ہر قسم کی تعزیری کاروائی اُسکے خلاف کرے۔کہ چونکہ تم ہماری سوسائٹی کے خیال تبدیل کر رہے ہو اِس لیے ہم حق رکھتے ہیں کہ تمہارے گھر لوٹیں اور تمہارے گھر جلائیں،تمہارے اموال لوٹیں تمہیں ذبح کریں تمہیں ہر قسم کی اذیتیں پہنچائیں،قانونی روکیں ڈالیں قید میں تمہیں دھکیلیں کیونکہ تمہیں کوئی حق نہیں کہ سوسائٹی کے خیال تبدیل کرو۔

تو پہلا حصہ مضمون کا ایسے خیالات سے تعلق رکھتا ہے جو طبعاً ہر انسان کے دل میں پیدا ہوتے ہیں یا وہ لیکر پیدا ہوا ہے۔اپنے ماں باپ سے ورثے میں پائے ہیں اس میں تبدیلی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔کسی قسم کے وہ خیالات ہوں،سچ ہوں،جھوٹ ہوں،نورانی ہوں یا ظلماتی ہوں اس سے بحث ہی کوئی نہیں۔اعلان آپ کا یہ تھا اور یہ

قرآن کریم نے بار بار بڑی تحدّی سے اعلان فرمایا کہ ہرانسان آزاد ہے اپنی سوچوں میں۔ اُس کی سوچوں پر کوئی پہرے نہیں لگائے جاسکتے۔ دوسرا اعلان یہ کہ اپنی سوچوں کے بیان کرنے میں آزاد ہے۔ تیسرا اعلان یہ کہ اس بیان کو سن کر اگر کوئی اپنی سوچیں تبدیل کرے تو اس پر دخل دینے کا بھی کسی کو حق نہیں۔ چوتھا یہ کہ اس بات کو جرم نہیں سمجھا جائے گا کہ کوئی اپنے خیالات بیان کر کے کسی دوسرے کے خیالات تبدیل کر رہا ہے اور اُسکے نتیجے میں اُسے کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔ یہ عظیم الشان آزادی ضمیر کا جہاد ہے جو آج بھی تمام انسان کو متوجہ کر رہا ہے اپنی طرف۔ آج جتنی جدوجہد ہے اِنسانی زندگی میں اس میں جتنی خرابیاں نظر آ رہی ہیں، اِن خرابیوں کا آپ تجزیہ کریں تو ہر جگہ آپ کو ان بنیادی ہدایات سے روشنی نظر آئے گی۔ تب وہ خرابی پیدا ہوگی۔ کوئی شخص ان حقوق میں دخل اندازی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کوئی حکومت ان حقوق میں دخل اندازی کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اُسکے نتیجے میں فساد پیدا ہوتا ہے، دکھ پیدا ہوتا ہے، ظلم پیدا ہوتا ہے۔ نظریاتی جدوجہد خون خرابے کی جدوجہد میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ اور پھر جھوٹے اور مصنوئی اعلان کرنے والے یہ اعلان کرتے ہیں کہ نہیں نہیں ہم تو آزادی ضمیر کی خاطر لڑائی کر رہے ہیں اور دوسرے مقابل پر یہ اعلان کرتے ہیں کہ نہیں نہیں ہم تو آزادی ضمیر کی خاطر جہاد کر رہے ہیں تم زبردستی بدلا رہے ہو۔ کوئی پہلے فریق پر الزام لگاتا ہے، وہی الزام پہلا فریق دوسرے پر لگاتا ہے۔ تو بنیادی طور پر جہاں بھی نظریات میں کسی قسم کے جبر کی اجازت دی جائے اور نظریات تبدیل ہونے کا جو منظر ہے یہ برداشت نہ ہو سکے کسی سے۔ اپنے بچوں کو دیکھ رہا ہو کہ کسی کی بات سن کر اُس سے متأثر ہو رہے ہیں اور اپنے خیالات بدل رہے ہیں۔ اُسکے سینے میں ایک آگ لگ جائے، وہ کہے کہ میں یہ نہیں ہونے دونگا۔ ہر ایسے شخص کے مقابل پر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا جہاد کھڑا ہو جائے گا آزادی ضمیر کے نام پر جو آپ نے جہاد کیا۔ اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اُسکی تائید کرے جس نے واقعتاً دلائل کے نتیجے میں اپنا مذہب تبدیل کیا ہے، اپنے خیالات تبدیل کئے ہیں اور ہر ایسی جبر کی کوشش کا مقابلہ کرے جو ان بنیادی انسانی حقوق میں مداخلت کرے۔‘‘ (خلیفہ رابع۔ خطبہ جمعہ۔ ۵ دسمبر ۱۹۸۶ء)

دوسری طرف خلیفہ رابع صاحب فرماتے ہیں!۔۔۔☆ نظام جماعت کے اندر رہتے ہوئے ہرگز آپ کو اِس قسم کے خیالات پھیلانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی ☆

(اولاً) سوال یہ ہے کہ خلیفہ رابع صاحب نے اپنے ۵ دسمبر ۱۹۸۶ء کے خطبہ جمعہ میں دین اِسلام، قرآن مجید اور آنحضرت ﷺ کا حوالہ دے کر جس آزادی ضمیر اور جن بنیادی اِنسانی حقوق کا ذکر کیا تھا کیا یہ حقوق اور آزادی ضمیر اُنہوں نے دنیا سے صرف اپنے لیے مانگا تھا اور کیا وہ خود دوسروں کو یہ آزادی اور حقوق دینے کیلئے تیار نہیں ہیں۔؟ دورِ جدید میں دنیا نے یہ عجیب قسم کے خدا کے بنائے ہوئے خلیفے اور مومن دیکھے ہونگے جو ایک شئے اپنے لیے تو پسند کرتے ہیں لیکن وہی شئے دوسروں کو دینے کیلئے تیار نہیں۔ سچ ہے۔۔۔۔’’چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں‘‘۔

(ثانیاً) جس نظام جماعت میں کسی اختلافی نقطہ نظر کی اجازت ہی نہ ہو تو وہ کوئی قادیانی یا محمودی نظام تو ہوسکتا ہے لیکن ہم اُسے اِسلامی یا قرآنی نظام قرار نہیں دے سکتے کیونکہ دین اِسلام میں تو اللہ تعالیٰ نے ’’لَآ اِکْـرَاہَ فِـی الدِّیْنِ (البقرہ: ۲۵۷)‘‘ یعنی دین میں کوئی جبر نہیں کا اعلان عام فرما کر ہر ایک کو یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنے لیے جو چاہے دین اختیار کرے۔ اِس میں کوئی جبر نہیں۔ خاکسار قادیانی گروپ سے تعلق رکھنے والے احمدیوں سے عرض کرتا ہے کہ یہ ہے تمہارے خدا کے بنائے ہوئے خلیفوں کا اپنے قول و فعل میں تضاد اور یہ ہے اِن کے شیطانی نظام کی حقیقت۔ ایک متقی اور عام مسلمان بھی اپنے قول و فعل میں تضاد پیدا نہیں کرتا چہ جائیکہ خدا کا بنایا ہوا ایک خلیفہ دنیا کیلئے ایسے جھوٹ بولتا پھرے۔۔۔۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(۴)

’’حضرت مہدی و مسیح موعودؑ، خلفائے جماعت اور افرادِ جماعت کے مَسلک کی حقیقت‘‘

جن لوگوں کے اعصاب پر دنیاوی خواہشات کا بھوت سوار ہوا یسے لوگ نہ تو خدا کے بنائے ہوئے خلیفے ہوتے ہیں اور نہ ہی اِنکا کوئی مَسلک ہوتا ہے بجز منافقانہ طرزِ عمل کے۔ جہاں تک افرادِ جماعت کا تعلق ہے تو یہ بیچارے ایک شیطانی نظام کے ذریعے یرغمال بنائے ہوئے برین واشڈ (Brain washed) لوگ ہیں۔ ایسے سدھائے ہوئے لوگوں کا اپنا کوئی مَسلک نہیں ہوا کرتا بلکہ یہ نام نہاد خلیفوں کے ہی پیروکار ہوتے ہیں۔ افرادِ جماعت کے ایسے جبری مَسلک کی کیا حیثیت ہے۔؟ کچھ بھی نہیں۔ اب میں زکی غلام (مصلح موعود) کے سلسلہ میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے مَسلک کی طرف آتا ہوں۔ یہ یاد رکھیں کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی

پیشگوئی میں زکی غلام (مصلح موعود) کے ساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر حضورؑ نے اِجتہادی رنگ میں اُسے اپنا لڑکا ضرور سمجھا تھا اور اِس زکی غلام کو آپ اپنی نرینہ اولاد میں ڈھونڈتے بھی رہے ہیں۔ لیکن امر واقع یہ ہے کہ مبشر الہامات اور قرآن کریم کی روشنی میں یہ زکی غلام نہ حضورؑ کا کوئی جسمانی لڑکا تھا اور نہ ہی ایسا ثابت ہوتا ہے۔ وہ آپؑ کا اِسی طرح روحانی فرزند ہے جس طرح آپؑ خود آنحضورﷺ کے روحانی فرزند تھے۔ خاکسار ذیل میں پیشگوئیوں کے ضمن میں حضرت بانئ جماعتؑ کے ارشادات درج کرتا ہے جس سے زکی غلام کے متعلق آپکے مسلک کی اِنشاء اللہ تعالیٰ سب کو سمجھ آجائے گی۔

(۱) پیشگوئیوں کے متعلق حضورؑ فرماتے ہیں کہ اِنکے ظہور سے پہلے اِنکے متعلق کوئی قطعی رائے قائم نہیں کرنی چاہیے:۔

''دراصل پیشگوئیاں حاملہ عورتوں سے مشابہت رکھتی ہیں اور مثلاً ہم ایک حاملہ عورت کی نسبت یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ اس کے پیٹ میں کوئی بچہ ضرور ہے اور یقیناً وہ نو مہینے اور دس دن کے اندر اندر پیدا بھی ہو جائے گا مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ کیا شکل رکھتا ہے اور اس کی حالت جسمی کیسی ہے اور اس کے نقوش چہرہ کس طرز کے واقع ہیں اور لڑکا ہے یا بلاشبہ لڑکی ہے۔'' (روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۳۰۸ بحوالہ ازالہ اوہام ۱۸۹۱ء)

حضورؑ نے پیشگوئی کو ایک حاملہ عورت سے تشبیہ دے کر فرمایا ہے کہ حاملہ عورت کی طرح پیشگوئی کے ظہور سے پہلے اُسکی حقیقت کا کچھ بھی پتہ نہیں چل سکتا۔ سوال یہ ہے کہ پیشگوئیوں کے متعلق ایسا اعلیٰ عرفان رکھنے والا برگزیدہ اِنسان ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے ظہور سے پہلے زکی غلام کی ماہیت کے متعلق کوئی واضح اور پختہ مسلک کیسے اختیار کر سکتا تھا؟

(۲) پیشگوئیوں کے متعلق حضورؑ فرماتے ہیں کہ ان پر اجمالی طور پر ایمان لانا چاہیے اور اصل حقیقت حوالہ بخدا کر دینی چاہیے:۔

☆ ''ایسا ہی آپ (حضرت محمدﷺ) نے امت کے سمجھانے کے لیے بعض پیشگوئیوں کے سمجھنے میں خود اپنا غلطی کھانا بھی ظاہر فرمایا۔ اب کیا یہ تعلیم نبوی کافی نہیں اور کیا یہ تعلیم باآواز بلند نہیں بتلا رہی کہ پیشگوئیوں پر اجمالی طور پر ایمان لاؤ اور انکی اصل حقیقت حوالہ بخدا کرو۔ امت محمدیہ میں تفرقہ مت ڈالو اور تقویٰ کا طریق اختیار کرو۔'' (روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۳۱۰ بحوالہ ازالہ اوہام ۱۸۹۱ء)

☆ ''سلف صالح ہمیشہ اس طریق کو پسند کرتے رہے ہیں کہ بطور اجمالی پیشگوئی پر ایمان لے آویں اور اسکی تفصیل یا اس بات کو کہ وہ کس طور سے ظہور پذیر ہوگی حوالہ بخدا کریں۔'' (روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۱۷۲ بحوالہ ازالہ اوہام ۱۸۹۱ء)

حضورؑ نے نصیحت فرمائی ہے کہ پیشگوئی پر اجمالی طور پر ایمان لانا چاہیے اور اِس کی حقیقت کو کہ یہ پیشگوئی کس طرح ظہور پذیر ہوگی حوالہ بخدا کرنا چاہیے۔ سوال یہ ہے کہ پیشگوئیوں کے متعلق ایسا اعلیٰ عرفان رکھنے اور نصیحت کرنیوالا برگزیدہ وجود ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے ظہور سے پہلے اِسکے متعلق کس طرح کوئی واضح اور پختہ مسلک اختیار کر سکتا تھا۔

(۳) پیشگوئیوں کے متعلق حضورؑ فرماتے ہیں کہ اِن میں اللہ تعالیٰ کو خلق اللہ کی آزمائش منظور ہوتی ہے:۔

☆ ''یہ بھی ایک سنت اللہ ہے کہ وہ اپنی پیشگوئیوں اور نشانوں کو اس طور سے ظہور میں لاتا ہے کہ وہ ایک خاص طائفہ کیلئے مفید ہوں جو اسکے کاموں میں تدبر کرنے والے اور سوچنے والے اور اِسکی حکمتوں اور مصالح کی تہہ تک پہنچنے والے اور عقلمند اور پاکیزہ طبع اور لطیف الفہم اور زیرک اور متقی اور اپنی فطرت سے سعید اور شریف اور نجیب ہوں اور اس طائفہ کو وہ باہر رکھتا ہے جو سفلہ مزاج اور جلد باز اور سطحی خیالات والے اور حق شناسی سے عاجز اور سوءِظن کی طرف جلد جھکنے والے اور فطرتی شکاوت کا اپنے پر داغ رکھتے ہیں۔ وہ نافہموں کے دلوں پر رجس ڈال دیتا ہے یعنی کچھ پردہ رکھ دیتا ہے تب انکو نور ایک تاریکی دکھائی دیتا ہے اور اپنی آرزوؤں کی پیروی کرتے ہیں اور انکو چاہتے ہیں اور سوچنے کا مادہ نہیں رکھتے۔ اور خدا تعالیٰ کی اس فعل سے غرض یہ ہوتی ہے کہ خبیث کو طیب کے ساتھ شامل نہ ہونے دے اور اپنے نشانوں پر ایسے پردے ڈال دے جو ناپاک طبع کو پاکوں کے ساتھ شامل ہونے سے روک دیں اور پاک طبع لوگوں کا ایمان زیادہ کریں اور علم زیادہ کریں اور معرفت زیادہ کریں۔ اور صدق وثبات میں ترقی دیں اور ان کی زیرکی اور حقائق شناسی دنیا پر ظاہر کریں اور ان کو اس کسرِ شان اور بے عزتی سے محفوظ رکھیں جو اس حالت میں متصور ہے۔ کہ جب ایک کج طبع اور سفلہ خیال اور نفس پرست اور نادان ان کی جماعت میں شامل ہو جائے اور ان کے ہم پہلو جگہ لے اور چونکہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے جو اسکی جماعت کے آبِ زُلال کیساتھ کوئی پلید مادہ نہ مل جائے۔ اس لیے وہ ایسی خصوصیت کے ساتھ اپنے نشانوں کو ظاہر کرتا ہے کہ جس خصوصیت سے غبی اور ناپاک طبع لوگ حصہ نہیں

لے سکتے۔اورصرف اس رفیع الشان نشان کو رفیع الشان لوگ دریافت کرتے ہیں۔اوراپنے ایمان کواس سے زیادہ کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ قادر تھا کہ کوئی ایسا نشان دکھاتا کہ تمام موٹی عقل کے آدمی اور پست فطرت انسان جو صدہا نفسانی زنجیروں میں مبتلا ہیں بدیہی طور پر اپنی نفسانی خواہشوں کے مطابق اسکو مشاہدہ کر لیتے۔مگر درحقیقت نہ کبھی ایسا ہوا اور نہ ہوگا اور اگر کبھی ایسا ہوتا اور ہر ایک کج فطرت اپنی خواہشوں کے مطابق نشان دیکھ کر تسلی پا لیتے تو گو خدا تعالیٰ تو ایسا نشان دکھلانے پر قادر تھا اور اس بات پر قدرت رکھتا تھا کہ تمام گردنیں اس نشان کی طرف جھک جائیں اور ہر ایک نوع فطرت اسکو دیکھ کر سجدہ کرے مگر اس دنیا میں جو ایمان بالغیب پر اپنی بنا رکھتی ہے اور تمام مدارنجات پانے کا ایمان بالغیب پر ہے وہ نشان حامی ایمان نہیں ہوسکتا تھا۔بلکہ ربانی وجود کا سارا پردہ کھول کر ایمانی انتظام کو بکلی برباد کر دیتا اور کسی کو اس لائق نہ رکھتا کہ وہ خدا تعالیٰ پر ایمان لا کر ثواب پانے کا مستحق رہے کیونکہ بدیہیات کا ماننا ثواب کا موجب نہیں ہوسکتا۔‘‘(روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۲۰ تا ۲۱ بحوالہ انوارالاسلام۔۱۸۹۴ء)

☆’’یہ بات یادرکھنے کے لائق ہے اور پہلے بھی ہم کئی مرتبہ ذکر کر آئے ہیں کہ جس قدر پیشگوئیاں خدا تعالیٰ کی کتابوں میں موجود ہیں ان سب میں ایک قسم کی آزمائش ارادہ کی گئی ہے۔اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر کوئی پیشگوئی صاف اورصریح طور پر کسی نبی کے بارہ میں بیان کی جاتی تو سب سے پہلے مستحق ایسی پیشگوئیوں کے ہمارے نبی ﷺ تھے۔‘‘(روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۳۹ بحوالہ ازالہ اوہام ۱۸۹۱ء)

حضورؑ کو علم تھا کہ پیشگوئیوں میں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی آزمائش فرماتا ہے۔آپ یہ بھی جانتے تھے کہ پہلے یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کی خوب آزمائش ہو چکی ہے۔اور اس آزمائش میں ان اُمتوں کی اکثریت ناکام ہو چکی ہے۔آپؑ یہ بھی علم رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اگر کسی موعود کی پیشگوئی میں اپنی مخلوق کی آزمائش نہ کرتا تو وہ آنحضرت ﷺ کا وجود تھا۔جب آنحضرت ﷺ سے متعلقہ پیشگوئی میں بھی یہودیوں اور عیسائیوں کی خوب آزمائش ہو چکی ہے تو پھر کسی اور وجود کی یا کسی اور جماعت کی کیا حیثیت ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسکی آزمائش نہ کرے گا؟ آپؑ یہ بھی جانتے تھے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی کے نزول کے بعد بشیر احمد اول کی وفات کیساتھ ہی جماعت احمدیہ کی آزمائش شروع ہو گئی تھی۔اِس سب کے باوجود یہ کس طرح ممکن تھا کہ حضورؑ زکی غلام (مصلح موعود) سے متعلقہ پیشگوئی کے متعلق اِسکے ظہور سے پہلے ہی کوئی قطعی اور پختہ مسلک اختیار کر لیتے؟

(۴) حضورؑ کے خیال اور ایمان کے مطابق پیشگوئیوں میں اتفاق اور اجماع کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔اِسی ضمن میں آپؑ فرماتے ہیں۔

’’پس واضح ہو کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ اجماع کو پیشگوئیوں سے کچھ علاقہ نہیں۔اجماع ان امور پر ہوتا ہے جنکی حقیقت بخوبی سمجھی گئی اور دیکھی گئی اور دریافت کی گئی اور شارع علیہ السلام نے ان کے تمام جزئیات سمجھا کر دکھائے۔جیسے صوم وصلوٰۃ وحج وعقائد توحید وثواب وعقب۔مگر یہ دنیوی پیشگوئیاں تو ابھی مخفی امور ہیں جن کی شارع علیہ السلام نے اگر کچھ شرح بھی بیان کی تو ایسی کہ جو استعارہ کی طرف توجہ دلاتی ہے۔‘‘(روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۲۶ بحوالہ ازالہ اوہام۔۱۸۹۱ء)

یاد رہے کہ اگر لوگ قبل از وقت کسی پیشگوئی کے ظہور کے متعلق اتفاق بھی کر لیں تب بھی ایسے اتفاق کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔کیونکہ اتفاق یا اجماع اُن امور پر ہوتا ہے جن کی حقیقت بخوبی سمجھی گئی اور دیکھی گئی اور دریافت کی گئی ہو لیکن پیشگوئیاں تو مخفی امور پر مشتمل ہوتی ہیں۔ظاہر ہے جو بات مخفی ہو اس پر اتفاق یا اجماع کیونکر ہو سکتا ہے۔؟ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے ’’وجیہ اور پاک لڑکا‘‘ کے متعلق تو وضاحت فرما دی تھی کہ وہ ’’وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا‘‘ لیکن زکی غلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کچھ وضاحت نہیں فرمائی کہ وہ کون ہوگا۔؟ ہاں اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کی نرینہ اولاد کے انقطاع کے بعد زکی غلام کے متعلق مبشر اِلہامات نازل فرما کر آپؑ پر ظاہر فرما دیا تھا کہ وہ تیرا روحانی فرزند ہوگا۔حضورؑ کا زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھنا آپکا قیاس تھا اور قیاس کوئی واضح اور پختہ مَسلک نہیں ہوا کرتا۔

(۵) حضورؑ نے فرمایا تھا کہ اگر میں اپنے کسی لڑکے کے متعلق یہ خیال بھی کر لوں کہ یہ لڑکا زکی غلام یعنی مصلح موعود ہے تب بھی یہ کوئی ضروری نہیں کہ وہی لڑکا زکی غلام ہو۔میرا کہنا غلط بھی ہو سکتا ہے کیونکہ میں اِنسان ہو۔آپؑ فرماتے ہیں:۔

☆’’اب فرض کے طور پر کہتا ہوں کہ اگر ہم اپنے اجتہاد سے کسی بچہ پر یہ خیال بھی کر لیں کہ شاید یہ وہی پسر موعود ہے اور ہمارا اجتہاد خطا جائے تو اس میں الہام اِلٰہی کا کیا قصور ہوگا۔کیا نبیوں کے اجتہادات میں اس کا کوئی نمونہ نہیں۔‘‘(روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۴۱ بحوالہ آسمانی فیصلہ تصنیف دسمبر ۱۸۹۱ء)

☆''اور یہ کہنا کہ اس لڑکے (بشیر احمد اول۔ناقل) کو بھی مسعود کہا ہے۔تو اے نابکار مسعودوں کی اولاد مسعود ہی ہوتی ہے الاّ شاذ نادر۔کون باپ ہے جو اپنے لڑکے کو سعادت اطوار نہیں بلکہ شقاوت اطوار کہتا ہے۔کیا تمہارا یہی طریق ہے؟اور بالفرض اگر میری یہی مراد ہوتی تو میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں ہے۔میں انسان ہوں ممکن ہے کہ اجتہاد سے ایک بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو۔''(روحانی خزائن جلد۱۲صفحہ۱۵۸بحوالہ حُجّۃ اللہ۔مطبوعہ۱۸۹۷ء)

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اپنی زندگی میں اپنے دو لڑکوں کے متعلق یہ گمان کیا تھا کہ شاید یہ زکی غلام (مصلح موعود) ہوں لیکن یہ دونوں لڑکے چھوٹی عمر میں ہی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے۔مرزا بشیر الدین محمود احمد کے متعلق تو آپ نے اپنی زندگی میں اِسکے زکی غلام (مصلح موعود) ہونے کے بارے میں کچھ کہا ہی نہیں تو پھر ہم کیسے اور کیوں کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپؑ کا کوئی ایسا مَسلک تھا۔؟؟؟؟

(۵)

اپنے جوابی خط کے آخر میں خلیفہ رابع صاحب فرماتے ہیں!۔۔۔۔۔۔☆اگر فتنہ پیدا کرنا ہے تو بے شک جماعت سے الگ ہو جائیں☆

''فتنہ کیا ہوتا ہے۔؟''

افرادِ جماعت یہ بات یاد رکھیں کہ وہ نقطۂ نظر جو غیر معقول اور قرآنی تعلیم سے متصادم ہو اُسے ہم بجا طور پر فتنہ کہہ سکتے ہیں لیکن ہر وہ معقول نقطۂ نظر جو قرآنی تعلیم کے عین مطابق ہو اُسے ہم کیسے اور کیونکر فتنہ کہہ سکتے ہیں۔؟ فتنہ کی اِس تعریف اور معیار کے مطابق جب ہم خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کو پرکھتے ہیں تو یہ نہ صرف جماعت احمدیہ میں ایک سخت فتنہ ہے بلکہ ایک فسادِ عظیم بھی ثابت ہوتا ہے۔فتنہ کی اِسی تعریف اور معیار کے مطابق جب کوئی انسان میرے دعویٰ غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) کو پرکھے گا تو میرا دعویٰ نہ صرف معقول ہے بلکہ قرآنی تعلیم کے بھی عین مطابق ہے۔خلیفہ ثانی اور اُسکے جانشینوں کا ہمیشہ یہ طریق رہا ہے کہ کوئی بھی نقطۂ نظر جو اُنکی سوچ اور نظریے اور مفاد کے خلاف ہو خواہ وہ کتنا ہی معقول اور قرآنی تعلیم کے مطابق کیوں نہ ہو اُنکے نزدیک وہ فتنہ ہوگا۔ ؎

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں ۔ ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق

خلیفہ ثانی اور اُسکے جانشینوں کی وضع کردہ فتنہ کی اِس خود ساختہ تعریف اور معیار کے مطابق اپنے وقت کا ہر نبی اور ہر رسول بشمول حضرت محمد ﷺ اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نعوذ باللہ فتنہ پرور اور فسادی ہی کہلائے گا۔خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے دسمبر۱۹۸۳ء کے بعد بتا دیا تھا کہ خلیفہ ثانی کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر ایک جھوٹا اور غیر قرآنی دعویٰ ہے۔مزید برآں اُس کا نافذ کردہ نظام بھی ایک غیر اسلامی نظام ہے۔اس کے باوجود میں نے اِس غیر اِسلامی نظام کے اندر رہتے ہوئے اپنا مدلل اور معقول دعویٰ جو کہ قرآنی تعلیم کے عین مطابق ہے خلیفہ رابع صاحب کے آگے رکھا تھا تو پھر یہ دعویٰ کیسے اور کیونکر فتنہ ہو گیا۔؟؟؟؟ فَتَدَبَّرُوا اَیُّھَا العَاقِلُوْن۔

حاصل کلام

آخر میں خاکسار افرادِ جماعت سے گذارش کرتا ہے کہ آپ سب سوچیں اور غور کریں کہ میں نے خلیفہ رابع سے کیا سوالات پوچھے تھے اور خدا کے بنائے ہوئے اِس شیر خلیفے نے مجھے کیا جوابات دیئے تھے۔؟ آپ سب میرے غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود ہونے کے دعویٰ پر غور و فکر کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کریں کہ وہ آپ پر سچائی کو سمجھنا اور اِس کا قبول کرنا آسان کردے آمین۔(ثانیاً) یہ یاد رکھیں کہ جس طرح حضرت بانئے جماعتؑ کا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نعوذ باللہ شیطانی وساوس نہیں تھے کیونکہ یہ دعویٰ قرآن مجید کی تعلیم کے عین مطابق تھا۔اِسی طرح میرا ''غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود'' ہونے کا دعویٰ بھی شیطانی وساوس نہیں ہیں بلکہ یہ دعویٰ قرآنی تعلیم اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے زکی غلام کی اِلہامی بشارات کے عین مطابق ہے۔اگر کوئی احمدی یا جماعتی علماء اور خلفاء میرے دعویٰ کو شیطانی وساوس ثابت کردیں تو میں اِنہیں اپنی اِستطاعت کے مطابق منہ مانگا انعام دینے کیساتھ ساتھ جرمانے کے طور پر ہر قسم کی سزا بھگتنے کیلئے بھی تیار ہوں۔کیا کوئی ہے جو میرے مقابلے کیلئے میدان میں آئے۔؟؟؟؟؟ ؎ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

عبدالغفار جنبہ/کیل۔جرمنی

مورخہ ۶۔جولائی ۲۰۰۹ء